Al-Azhār

Volume 10, Issue 01 (Jan-June, 2024)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/13

URL https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/515

Article DOI: https://zenodo.org/badge/10.5281/zenodo.13293065

Title Literal meanings of Tafsir, Terminological meanings, Principles of Tafsir, and Types of Tafsir

Author (s): Kalimullah
Dr.Muhammad Ismail

Received on: 26 January, 2024
Accepted on: 27 March, 2024
Published on: 25 June, 2024

Citation: Kalimullah,Dr.Muhammad Ismail "“Literal meanings of Tafsir, Terminological meanings, Principles of Tafsir, and Types of Tafsir” Al-Azhār: vol.10 Issue No.1, (2024):80-100

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

تفسیر کے لغوی معانی،اصطلاحی مفہوم،اصول تفسیر اور اقسام تفسیر

Literal meanings of Tafsir, Terminological meanings, Principles of Tafsir, and Types of Tafsir

** Kalimullah*
*** Dr.Muhammad Ismail*

Abstract:

The Holy Quran is the word of Allah. Which is the most reliable word. The Holy Quran is the light of guidance for all mankind. Allah is the Wise, He has revealed orders for the welfare and success of His servants. Most of the orders in the Holy Quran have been revealed by Allah Almighty in their entirety. Some of the orders have been further elaborated and interpreted by Allah Himself in the Holy Quran, Similarly, the blessed life and good life of the Prophet are also the interpretation of the Holy Quran, because Allah Almighty has sent him as the interpreter of the Holy Quran, The interpretation of the Holy Quran and the understanding of the Quran as a chain started from the time of the Prophet, The time of the Companions(Sahaba kiram), the followers (Tabiaeen)and the followers of followers(Taba Tabeaeen) was the time of good times, These people have done a lot of service to the Holy Quran and made the understanding of the Quran easy for the entire Ummah. The Holy Quran is a miracle book. The mysteries and secrets and new charms of the Holy Quran are appearing day by day and will continue to be. Until now, this process of interpretation and understanding of the Holy Quran continues and will continue until the Resurrection(Qiyamat). The person is very lucky who keeps his relationship with the Holy Quran. Like other most important debates, this is also an important debate that the literal meaning of Tafsir, the definition of Tafsir in the term of religious scholars and people of Islam, Principles and the types of Tafsir. My PhD thesis is related to Tafsir. That is why I have chosen this discussion as a research topic.

***Keywords**: Holy Quran, Tafsir, PhD, Qiyamat, miracle*

....

** Ph.D Scholar Pepartment of Islamic Studies Qurtuba Univesity Peshawar.*
***. Assistant Professor Department of Islamic Studies Qurtuba University Peshawar.*

تفسیر کے لغوی معانی:

تفسیر باب تفعیل سے مصدر ہے۔اس کا اصل مادہ فَسَرَ ہے۔جو باب نَصَرَ ینصر اور ضرب یضرب دونوں ابواب سے آتا ہے۔اس کے معانی ہیں۔ایسی بات جو مبہم یا مجمل ہو اس کو واضح کرنا، یا کسی پوشیدہ چیز سے پردہ اُٹھانا یا ظاہر کرنا ہے۔تفسیر کا بھی یہ مطلب ہے تاہم تفسیر باب تفعیل سے ہے تو اس میں مبالغے کی خاصیت موجود ہوتی ہے جو اس باب کی خاصیت ہے۔ ابن منظور افریقی "فسر" کی وضاحت کچھ یوں کرتے ہیں:"الفَسْرُ: الْبَيَانُ. فَسَر الشيءَ يفسِرُه، بالكَسر، ويفْسُرُه، بِالضَّمِّ، فَسْراً وفَسَّرَهُ: أَبانه، والتَّفْسيرُ مِثْلُهُ."[1]

(فسر کا مطلب ہے بیان کرنا،اس نے ایک چیز کو واضح کیا،اس کا مضارع یفسِرُہ، مکسور (ضرب یضرِب سے آتا ہے)، اور یفْسُرُہ مضموم (نصر ینصُر) سے بھی آتا ہے۔اس کا مصدر فَسْراً ہے، وفَسَّرَهُ کا معنٰی بھی بیان کرنا ہے،اسی طرح تفسیر کا معنٰی بھی ہے)۔

مجدالدین فیروزآبادی نے اس کی وضاحت کچھ یوں کی ہے:"الفَسْرُ:الإِبانَةُ،وكشْفُ المُغَطَّى، كالتَّفْسيرِ،والفِعْلُ كضَرَبَ و نَصَرَ"[2]

(فسر کا معنی بیان کرنا، کسی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنا، جیسا کہ تفسیر کا مطلب ہے،اس کا فعل (ثلاثی مجرد) ضرب اور نصر سے آتا ہے)۔

ابن فارس نے لکھا ہے:"(فَسِرَ) الْفَاءُ وَالسِّينُ وَالرَّاءُ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ تَدُلُّ عَلَى بَيَانِ شَيْءٍ وَإِيضَاحِهِ"[3]

(فَسِرَ(فا، سین،اور راء)ایک کلمہ ہے جو کسی چیز کے بیان اور وضاحت پر دلالت کرتا ہے)۔

تفسیر مذکورہ معانی میں قرآن کریم میں بھی آیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" وَلا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلاَّ جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَ أَحْسَنَ تَفْسِيرا" (الفرقان،25: 33)۔(اور یہ لوگ جب بھی تمہارے سامنے کوئی نرالی بات لے کر آئے،اُس کا حق جواب بر وقت ہم نے تمہیں دے دیا،اور بہترین طریقے سے بات کھول دی)۔

یہ لوگ جب بھی کوئی عجیب اور ناآشنا سوال سامنے لے کر آتے ہیں تو اس کا بہترین جواب ان کو ملتا ہے اور اچھے جواب کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ درست ہو اور دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بالکل صاف اور واضح ہو۔اس کی وضاحت جو امام ماتریدی نے کی ہے اس کا مفہوم یہ ہے: (اور یہ لوگ آپ کے پاس کوئی

باطل بات نہیں لاتے مگر ہم ان کا حق جواب تمہارے پاس لے کر آتے ہیں،یعنی ایسا بیان جو حق ہوتا ہے جو ان کے لائے ہوئے باطل کو ضائع کر کے مٹادیتا ہے۔"اور بہترین وضاحت"،یعنی ایسا جواب جو ان کے لائے ہوئے باطل اور شبہات کا ازالہ کرتا ہے،ایسی تفسیر جو بالکل صحیح اور بہترین ہوتی ہے)۔[4]

الدکتور محمد السید حسین الذھبی " وَأَحْسَنَ تَفْسِيرا "کا یہ مطلب بیان کرتا ہے: "أی بیاناً وتفصيلاً،وهومأخوذ من الفسر وهو الإبانة والكشف" (یعنی بیان اور تفصیل،اور یہ فسر سے ماخوذ ہے، جو واضح کرنے اور پردہ اُٹھانے، ظاہر کرنے کو کہتے ہیں)۔[5]

لغوی تحقیق سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ تفسیر کے لغوی معانی کسی چیز کی وضاحت،بیان اور پوشیدہ چیز سے پردہ اُٹھانا ہے۔لغوی لحاظ سے اس کا مفہوم عام ہے۔

تفسیر کا اصطلاحی مفہوم:

لغت کے لحاظ سے تفسیر کے معانی تو مطلق بیان اور وضاحت کے آتے ہیں یعنی عام ہے۔اہل علم اور اہل اسلام کی اصطلاح میں تفسیر سے مراد قرآن کریم کی تشریح وتوضیح ہے۔رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تشریح کو بھی تفسیر نہیں کہتے بلکہ شرح حدیث کہتے ہیں۔قرآن کریم کی تفسیر کرنے والے کو مفسر اور حدیث کی تشریح کرنے والے کو شارح کہتے ہیں۔علماء نے تفسیر کی اصطلاحی تعریف مختلف انداز میں بیان کی ہیں۔ان میں سے چند یہ ہیں۔

علامّہ زرقانی نے کہاہے:"علم يبحث فيه عن القرآن الكريم من حيث دلالته على مراد الله تعالى بقدر الطاقة البشرية. " (تفسیر وہ علم ہے جس میں قرآن کریم کے متعلق انسانی طاقت کے مطابق بحث کی جاتی ہے،اس حیثیت سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مراد پر دلالت کرتی ہے)۔اس تعریف میں مذکورہ شرائط کی جو وضاحت علامہ زرقانی نے کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔اس میں قرآن کریم کریم کے متعلق بحث کی جاتی ہے کسی اور علم کے بارے میں نہیں،اللہ کے مراد پر دلالت کی قید کی وجہ سے اس سے علم القرآت نکل گیا کیونکہ اس میں الفاظ کے تلفظ اور ادائیگی کے بارے میں بحث کی جاتی ہے، معانی اور مفہوم کے بارے میں نہیں،اسی طرح رسم الخط اور کتابت کا علم بھی خارج ہو گیا۔"انسانی طاقت کے مطابق"اس قید کی وجہ سے وہ علم نکل گیا جو انسان کے بس میں نہ ہو۔مثلاً متشابہات کا علم،اانسان اپنی طاقت کی حد تک مثبت انداز میں کوشش کرنے کا مکلف ہے۔6

علامہ زرکشی نے تفسیر کی اصطلاحی تعریف کچھ یوں بیان کی ہے:"التَّفْسِيرُ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ فَهْمُ كِتَابِ اللَّهِ الْمُنَزَّلِ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَانُ مَعَانِيهِ وَاسْتِخْرَاجُ أَحْكَامِهِ وَحِكَمِهِ"[7] (تفسیر وہ علم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا فہم حاصل کیا جاتا ہے،وہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ پر نازل کی ہے۔ جس میں قرآن کریم کے معانی بیان کیے جاتے ہیں اور جس کے ذریعے اس کے احکام اور حکمتیں سامنے لائے جاتی ہیں)۔

ابوحیان اندلسی نے علم تفسیر کی تعریف کچھ یوں کی ہے:"التَّفْسِيرُ عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيهِ عَنْ كَيْفِيَّةِ النُّطْقِ بِأَلْفَاظِ الْقُرْآنِ، وَمَدْلُولَاتِهَا،وَأَحْكَامِهَا الْإِفْرَادِيَّةِ وَالتَّرْكِيبِيَّةِ،وَمَعَانِيهَا الَّتِي تُحْمَلُ عَلَيْهَا حَالَةَ التَّرْكِيبِ، وَ تَتِمَّاتٍ لِذَلِكَ." (تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی ادائیگی کی کیفیت،اوراس کے مدلولات یعنی معانی و مفاہیم،اس کے انفرادی اور ترکیبی احکام،اوراس کے وہ معانی جو ترکیبی حالت میں مراد لیے جاتے ہیں ۔اوران کی تتمات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے)۔

ابوحیان نے خوداس تعریف میں مذکور قیود کا تجزیہ کیا ہے۔ علم یہ جنس ہے جس میں تمام علوم شامل ہیں۔ يُبْحَثُ فِيهِ عَنْ كَيْفِيَّةِ النُّطْقِ بِأَلْفَاظِ الْقُرْآنِ،اس سے مراد علم القرآت مراد ہے۔ وَ مَدْلُولَاتِهَا،سے مراد لغت اور معانی اور مفاہیم مراد ہے۔ وَأَحْكَامِهَا الْإِفْرَادِيَّةِ وَالتَّرْكِيبِيَّةِ،اس میں علم الصرف، علم النحو، علم البیان اور علم البدیع شامل ہوئے۔وَمَعَانِيهَا الَّتِي تُحْمَلُ عَلَيْهَا حَالَةَ التَّرْكِيبِ، اس میں مجازی معانی آجاتے ہیں کیونکہ بعض اوقات کسی مانع کی وجہ سے حقیقی معانی مراد نہیں لیے جاسکتے۔جو تالیف کلام کا مقصود ہوتا ہے۔ وَتَتِمَّاتٍ لِذَلِكَ.اس سے مراد ناسخ ومنسوخ،شان نزول، قرآن کی مبہمات،واقعات اور قصص وغیرہ کا بیان ہے جن کی تفسیر و فہم قرآن میں ضرورت ہوتی ہے۔[8]

اصول تفسیر:اصول کے لغوی معانی:

ابن منظور افریقی نے اس کا مطلب کچھ یوں بیان کیا ہے: "الأَصْلُ: أَسفل كُلِّ شَيْءٍ وَجَمْعُهُ أُصُول"[9] (اصل کسی چیز کا نچلا اور بنیادی حصہ ہوتا ہے،اصل کی جمع اصول ہے)۔

امام جرجانی نے اس کالغوی معنی یہ بیان کیاہے: "الأصل:هو ما يُبتَى عليه غيره.الأصول:جمع أصل،وهو في اللغة:عبارة عما يفتقرإليه، ولايفتقرهو إلى غيره."(اصل وہ ہے جس پر کسی دوسری چیز کے لئے بنیاد رکھی جائے،اصول اصل کی جمع ہےاور لغت میں اس سے مراد یہ ہے کہ اس کو احتیاج ہواور یہ کسی کا محتاج نہ ہو)۔[10]

اصول تفسیر کی تعریف: اصول تفسیر کی جو تعریفیں کی گئی ہیں۔ان میں سے چند تعریفیں حسب ذیل ہیں۔

تعریف اول: عماد علی بن سمیع نے اصول تفسیر کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

"هوأصول وقواعدتحكم خطة المفسروتحول بينه وبين الخطأ في الفهم والاستنباط وتعينه على أداء مهمة التفسير على الوجه الأفضل"[11]

(یہ وہ اصول اور قواعد ہیں جو مفسر کی سمت کو درست رکھتے ہیں اور مفسر اور اس کے فہم اور استنباط کی خطا میں حائل ہوتے ہیں اور مہمات تفسیر کے بہتر انداز تفسیر میں مفسر کے معاون ہوتے ہیں)۔

تعریف دوم: د مساعد بن سلیمان بن ناصر الطیار نے اصول تفسیر کا اصطلاحی مفہوم یہ بیان کیاہے:

یہ وہ بنیادیں علمی اصول ہیں جن کی طرف کلام اللہ کی تفسیر کرنے یا لکھنے میں خصوصا تفسیر میں اختلاف کی وجہ سے مفسر رجوع کرتا ہے۔اس علم کے اہم مسائل میں سے تین امور کلی ہیں۔

1۔ تفسیر کے مصادر نقل اور رائے ہیں اور اس کے طریقے قرآن، سنت، اقوال سلف اور لغت ہیں۔

2۔ تفسیر میں اجماع اور تفسیر میں اختلاف، اختلاف کے انواع، اسباب اور اس کی تعبیر میں مفسرین کے طریقے۔

3۔ تعامل کی کیفیت اختلاف مفسرین، قواعد ترجیح کے ساتھ۔[12]

د مساعد بن سلیمان بن ناصر الطیار نے اپنی ایک اور کتاب میں اس کی مزید یہ وضاحت کی ہے: اصول تفسیر علوم تفسیر سے خاص ہے اور جو مسائل اصول میں زیر بحث لائے جاتے ہیں وہ ایک قاعدہ کی صورت میں ہوتی ہے اور یہ قاعدہ متعدد امثلہ پر منطبق ہوتا ہے اور یہ اس علم کی بنیاد ہے اور اس پر جانب طبقی غالب ہوتا ہے اور جو اس کو سمجھ گیا تو اس کے لئے تحقیق علم تفسیر آسان ہو جاتی ہے۔[13]

تعریف سوم:

د مساعد بن سلیمان بن ناصر الطیار نے مزید آسان الفاظ میں اصول تفسیر کی تعریف کچھ یوں بیان کی ہے: اصول تفسیر ان بنیادی اور اساسی قواعد پر مشتمل ہوتا ہے جن کو تفسیر پڑھنے یا تفسیر کرنے والے کو ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کے ذریعے قول صحیح اور خطا میں تمیز کر سکے۔

علم اصول تفسیر کا طرز بحث:

علم اصول تفسیر کے طرز بحث میں دو بنیادی امور مد نظر ہوتے ہیں ایک یہ کہ قرآن کی تفسیر کس طرح کی گئی ہے دوسرا یہ کہ ہم قرآن کی تفسیر کس طرح کریں؟

پہلی صورت یعنی قرآن کی تفسیر کس طرح کی گئی ہے؟اس میں سابقین کی تفاسیر کی طرف رجوع کیا جاتا ہے،ان کے منہج اور طرق تفسیر کو جاننا اور جانچنا ہوتا ہے خصوصاان اسلاف کی تفاسیر جو اس علم میں بہتر شمار کئے جاتے ہیں۔

اور دوسری صورت یعنی ہم قرآن کی تفسیر کس طرح کریں؟اس میں ان اصول کو جو سابقین کی تفاسیر میں بنیاد بنائی گئی ہے ان پر اعتماد کیا جاتا ہے تاکہ صحیح تفسیر ہو سکے اور خطا سے بچ سکیں۔اصول تفسیر کا مقصد صحیح کو غلط سے الگ کرنا ہے اور صحیح علم کے ذریعے اس پر دلیل قائم کرنا ہے۔[14]

اصول تفسیر کے بارے میں کتابیں تین مناہج پر لکھی گئی ہیں۔

1۔وہ کتابیں جن میں علوم القرآن کے موضوعات زیادہ ہو مثلاالفوز الکبیر فی أصول التفسیر لِلامام أحمد بن عبد الرحیم المعروف بولي الله الدهلوي (المتوفى: 1176ھ)

2۔وہ کتابیں جن میں مسائل اصول فقہ ہو جو قرآن اور اس کے درس تفسیر سے متعلق ہو مثلادراسات في أصول تفسير القرآن للدكتور محسن عبد الحميد۔

3۔وہ کتابیں جن میں اس علم(اصول تفسیر) کے مسائل کو بنیاد بنا کر بحث کی گئی ہو مثلامقدمة في أصول التفسير لتقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي،(728ھ)۔[15]

اقسام تفسیر:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر کی چار قسمیں مروی ہیں:"أن التفسير أربعة حلال وحرام لا يعذر أحد بجهالته وتفسير تفسره العرب بألسنتها وتفسير تفسره العلماء وتفسير لا يعلمه إلا الله"[16]

(تفسیر کی چار قسمیں ہیں۔پہلی قسم: حلال وحرام کی تفسیر جس سے جہالت کی وجہ سے کوئی معذور نہیں ہوسکتاہے۔ دوسری قسم: وہ تفسیر جو عرب اپنی زبان میں کرتے ہیں۔(لغوی تفسیر)، تیسری وہ تفسیر ہے جو علماء ہی کر سکتے ہیں۔ چوتھی قسم وہ جس کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے)۔

ان کی وضاحت کچھ یوں ہے۔وہ تفسیر جس سے جہالت کی وجہ سے کوئی معذور نہیں ہوسکتا۔یہ وہ ہے جو احکام شرعیہ سے بالکل واضح ہے۔جس پر اعتقاد رکھنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔جو بالکل عام فہم اور معلوم المراد ہوتا ہے مثلاً: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاعْلَمْ أَنَّهُ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"(محمد،47،آیت:19)،(جان لو! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)۔ یا نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں صاف حکم ہے: "وَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ" (البقرۃ،2،آیت:43)، (نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو)۔

دوسری قسم: جس کو اہل لغت ہی سمجھتے ہیں اور ہم ان سے ان کے معانی جان سکتے ہیں۔مثلاً: منضودہ،الطلح،السرر وغیرہ کے معانی معلوم کرنا۔

تیسری قسم: وہ تفسیر جس کو علماء ہی جانتے ہیں اور جس کا جاننا ہر ایک پر واجب بھی نہیں ہے۔ مثلاً: خاص، عام، مطلق، مقید، ناسخ، منسوخ اور دیگر احکامات کی تفسیر۔

چوتھی قسم: وہ جس کی اصل حقیقت صرف اللہ ہی جانتا ہے مثلاً: آخرت کا علم، دوزخ وجنت کا علم، حروف مقطعات اور متشابہات کا علم جن کا جاننا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے اور جو اس کے علم کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہوتا ہے۔[17]

ایک اور اعتبار یعنی تفسیر کرنے کے لحاظ سے تفسیر کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: تفسیر بالروایہ جس کو تفسیر بالماثور کہتے ہیں۔دوسری قسم: تفسیر بالدرایہ جس کو تفسیر بالرائے کہتے ہیں۔

تیسری قسم: تفسیر بالاشارہ جس کو تفسیر اشاری کہتے ہیں۔ان کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ تفسیر بالماثور: اس سے مراد وہ تفسیر ہے جو قرآن، سنت اور کلام صحابہ میں اللہ تعالیٰ کے مراد کے بیان کے لئے آئی ہو۔[18]

اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔جن کی تفصیل یہ ہے۔

اول: تفسیر القرآن بالقرآن

امام آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "القرآن یفسر بعضہ بعضا" [19] (اللہ کے کلام کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تفسیر کرتا ہے)۔ سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا مراد بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ذات ہے جو چاہتا ہے فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن کی مثالیں:

☐ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ" (البقرۃ، 2، آیت: 187)، (اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے)۔ اس آیت میں "مِنَ الْفَجْرِ" اس سے پہلے کلمے "الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ" کی تفسیر و تشریح ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "قالا رَبَّنا ظَلَمْنا أَنْفُسَنا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنا وَتَرْحَمْنا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخاسِرِين" (الاعراف،7: 23)، (دونوں (حضرت آدم اور حوا بی بی) بول اُٹھے اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اگر تو نے ہم سے در گزر نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً تباہ ہو جائیں گے)۔ یہ لفظ "كَلِماتٍ" کی تفسیر ہے جو دوسری آیت میں مذکور ہے: "فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِماتٍ فَتابَ عَلَيْهِ" (البقرہ،2: 37)، (آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی، جس کو اس کے رب نے قبول کیا)۔ اسی طرح سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دُعا سکھائی ہے: "اهْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِراطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلا الضَّالِّينَ" (الفاتحۃ،1:آیت:6، 7)، (دکھادیں ہمیں سیدھا راستہ، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے، جو غضب مبتلا نہیں ہوئے اور نہ وہ گمراہ تھے)۔ وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے ان کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے تفسیر فرمائی ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا: "وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَداءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولئِكَ رَفِيقاً" (النساء،4، آیت69)، (اور جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو یہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے جو انبیاء، سچے لوگ، شہداء اور صالحین ہیں ،کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں)۔

دوم: تفسیر القرآن بالسنۃ الثابتۃ عن النبی ﷺ

قرآن کریم کی وہ تفسیر جو نبیؐ کی سنت طیبہ سے ثابت ہو۔ نبی کریمؐ کی زندگی قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اجمالاً احکام بیان فرمائے ہیں مثلاً نماز کی اقامت کے بارے میں حکم ہے لیکن اس کی ساری تفصیل اور طریقہ سنت نبیؐ میں مذکور ہے۔ نبیؐ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے: "وَأَنْزَلْنا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ" (النحل،16 :44) (اور ہم نے تیری طرف یہ ذکر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو وہ کچھ بیان کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ غور کریں)۔ اس لیے سنت خواہ قولی ہو، فعلی ہو یا تقریری جب نبیؐ سے ثابت ہو۔ یہ خیر الھدی ہے یہ اللہ تعالیٰ کو مقبول و منظور ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور اطاعت کی نشانی قرار دی ہے۔ سنت پر اگر ہم عمل نہیں کریں گے تو ایک حکم خداوندی پر بھی کماحقہ ہم عمل نہیں کر سکتے۔

تفسیر القرآن بالسنۃ النبی ﷺ کی مثالیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی: "الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ" (الانعام،6 :82)، (جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں ملادیا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور ہدایت پانے والے ہیں)۔ یہ آیت صحابہ کرام پر بہت بھاری پڑی کیونکہ انہوں نے ظلم کا مطلب عام کوتاہی، غلطی اور گناہ سمجھا اور بہت زیادہ متفکر ہو کر نبیؐ سے پوچھ لیا: "أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ؟"20 (ہم میں سے کون ایسا ہوگا جس نے اپنے آپ ظلم نہیں کیا ہو؟)، نبی ﷺ نے اس کی تفسیر فرمائی کہ یہاں پر ظلم سے مراد شرک ہے جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: "يَا بُنَيَّ لا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ" (لقمان،31، آیت: 13)، (اے بیٹے اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ، بے شک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے)۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے: "وَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ" (البقرۃ،2: 43)، (اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو)۔ نماز کس طریقے پر ادا کریں، کن اوقات میں ادا کریں، رکعات کتنے ہیں؟ یہ سب کچھ احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا: "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" [21] (ایسی نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو)۔ زکوٰۃ کے بارے میں ساری تفصیل احادیث میں مذکور ہے۔ حج، روزے، عشر اور جہاد کے بارے میں ساری

وضاحتیں احادیث میں مروی ہیں۔ماکولات ومشروبات کی تحلیل وتحریم کے متعلق قرآن پاک میں احکامات ہیں۔اس کی مزید وضاحت احادیث نبیؐ میں ہے۔اسی طرح محرمات ابدی کا ذکر قرآن کریم میں ہے لیکن پھوپھی اور خالہ کی حرمت کا ذکر احادیث میں ہے۔بیک وقت بھتیجی اور اس کی پھوپھی اور بھانجی اور اس کی خالہ کو نکاح میں نہیں رکھ سکتے یہ بھی احادیث سے ثابت ہے۔شادی شدہ زناکار کے بارے میں سنگساری کا حکم بھی احادیث میں ہے۔سنت کی آئینی اور قانونی حیثیت مسلم ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود اس کی تاکید فرمائی ہے:"وَما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (الحشر،59: 7)،(اور جو رسول تمہیں دیں اُسے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آجاؤ)۔پس یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ قرآن کی تفسیر احادیث سے کی جائے گی۔جو اس حقیقت کو نہیں مانتا اور اس میں چوں چرا کرتا ہے تو وہ منکر حدیث ہی ہوگا۔

سوم: تفسیر القرآن بالآثار الثابتۃ عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم:

قران کریم کی تفسیر قرآن کے ذریعے ،قرآن کریم کی تفسیر سنت کے ذریعے ،اس کے بعد وہ تفسیر معتبر ہوگی جو صحابہ کرام سے ثابت ہو۔صحابہ کرام نے نبیؐ کو دیکھا تھا،آپؐ کی صحبت میں رہے،آپؐ ان کے معلم اعظم تھے۔صحابہ کرام آپؐ کے براہ راست شاگرد تھے۔پاک دلوں والے اور عمیق علم رکھنے والے تھے۔قرآن وحدیث کی مستند اور مدلل تفسیر وتشریح صحابہ کرام کی ہی ہوسکتی ہے۔جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے: جو تم میں سے سنت کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا ہے تو وہ ان کی نقش قدم پر چلے جو فوت ہوگئے ہیں،کیونکہ زندہ لوگ فتنوں سے خالی نہیں ہیں۔وہ محمدؐ کے صحابہ تھے،جو صاف دل والے،گہرے علم رکھنے والے اور بہت کم تکلف کرنے والے تھے،اللہ نے ان کو اپنے پیغمبر کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ان کی فضیلت اور مرتبہ سمجھ لو،اور ان کی نقش قدم پر چلو کیونکہ وہ صراط مستقیم پر تھے۔

نبی اکرمؐ نے جب معاذ بن جبل کو یمن روانہ فرمایا تو اس سے دریافت فرمایا: اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو کس چیز پر فیصلہ کروگے،معاذ نے عرض کیا: اللہ کی کتاب پر،فرمایا: اگر اللہ کی کتاب میں نہ ملے تو پھر؟آپ نے عرض کیا: نبیؐ کی سنت پر آپؐ نے فرمایا: اگر سنت میں نہ ملے؟آپ نے عرض کیا: پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔اس

پر نبیؐ بہت زیادہ خوش ہوئے اور آپ کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: شکر ہے اس رب کا جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو اس کام کی توفیق دی جس کو اللہ کا رسول پسند کرتا ہے۔[22]

قرآن کریم اور سنت کے بعد خود نبیؐ نے اپنے صحابی کے اجتہاد کو مستحسن قرار دیا ہے ،اس لیے یہ امت کے لیے بھی ایک سبق اور نصیحت ہے کہ قرآن وسنت کی وہ تفسیر اور تشریح مستند ہو گی جو اصحاب رسولؐ نے کی ہو۔ان اصول اور طرق تفسیر کے متعلق ابن کثیر نے لکھا ہے: اگر کوئی دریافت کرے کہ بہترین طریقہ تفسیر کونسا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ سب سے بہترین طریقہ قرآن کی تفسیر قرآن سے، کیونکہ اگر ایک جگہ اجمال ہو تو دوسری جگہ اس کی تفصیل ہوتی ہے۔ اگر قرآن میں نہ ملے تو پھر تفسیر حدیث سے کی جائے گی کیونکہ آپؐ قرآن کی تفسیر اور تشریح کرنے والے ہیں، اگر قرآن اور سنت میں نہ ہو تو پھر اقوال صحابہ سے تفسیر کی جائے گی۔ کیونکہ امت میں آپؐ کے بعد قرآن وسنت کو جاننے، سمجھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے صحابہ کرام ہی تھے۔ کیونکہ انہوں نے وہ قرائن اور حالات دیکھے تھے جن کا دیکھنا ان ہی کی نصیب میں تھا، ان کو اللہ تعالیٰ نے ایمان، کامل فہم، عمیق علم اور نیک اعمال کی وجہ سے فضیلت دی تھی۔ خصوصا: خلفائے راشدین، ہدایت یافتہ ائمہ اور عبد اللہ بن مسعود وغیر ہم۔[23]

چہارم: تفسیر القرآن بآثار التابعین:

قرآن کریم کی تفسیر اقوال صحابہ کرام کے بعد تابعین عظام کے اقوال سے کی جائے گی، کیونکہ وہ صحابہ کرام کے شاگرد تھے۔انہوں نے صحابہ کرام کا شرف تلمذ حاصل اور اختیار کیا تھا۔ان کی علمی مجالس ، حلقہ ہائے دروس میں فیض حاصل کیا تھا۔اور اچھے طریقے سے ان کی تابع داری کی تھی۔ اس لیے ان کو تابعین کہتے ہیں۔ مفسرین میں جو اعلیٰ پائے کے مفسرین ہیں۔ مثلاً تفسیر بالماثور کرنے والے ابن جریر طبری،ابو حاتم،ابن کثیر وغیر ہم، انہوں نے احادیث کے ساتھ، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے تفسیر اقوال سند کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ جس کی بہت زیادہ افادیت ہے۔ مثلاً سعید بن جبیر[24]، مجاہد بن جبر[25]، حسن بصری[26]،ابو العالیہ[27]، قتادہ[28]، عکرمہ مولی ابن عباس[29] وغیر ہم۔

اسی طرح فصیح عربی لغت سے بھی قرآن کریم کی تفسیر کی جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن کے الفاظ کے وہی معانی ہم لیں گے، جو کلام عرب میں مانوس اور مستعمل ہو، عربی لغت کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے صرف، نحو، بدیع اور بیان

وغیرہ علوم کا جاننا بھی لازمی ہے تاکہ عربی لغت میں مہارت حاصل ہو جائے اور قرآن و سنت اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

2۔ تفسیر بالرّائے:

مصطفی دیب البغا نے تفسیر بالرائے کی تعریف کچھ یوں کی ہے: "**هو تفسير القرآن الكريم بالاجتهاد بعد معرفة المفسّر لكلام العرب ومعرفة الألفاظ العربية ووجوه دلالتها ومعرفة أسباب النزول والناسخ والمنسوخ وغير ذلك**" [30]

(قران کریم کی تفسیر اجتہاد سے کرنا،اس صورت میں کہ تفسیر کرنے والا عربوں کا کلام،الفاظ عربی،ان کی دلائل کی وجوہات، نزول کے اسباب، ناسخ اور منسوخ وغیرہ کا کامل علم رکھنے والا ہو)۔

قرآن کریم نے قرآن میں تدبر کرنے والوں کی تحسین فرمائی ہے اور جو لوگ تدبر نہیں کرتے ان کی مذمت کی ہے۔

عالم ، مجتہد اور فقیہ قرآن و سنت ، اقوال صحابہ و التابعین کو سامنے رکھ کر جو تدبر اور اجتہاد کرتا ہے وہ باعث اجر و ثواب ہے۔اس کے متعلق نبیؐ نے حضرت عبداللہ بن عباس کے لیے دعا فرمائی تھی۔[31]

تدبر و تفکر کے ذریعے تفسیر کے نتیجے میں اقوال مفسرین سامنے آئے ہیں۔وہ تفاسیر ہمارے سامنے ہیں جنہوں نے تفسیر کے مسلمہ اصول کو سامنے رکھ کر قرآن کی تفسیر کی ہیں ، مثلاً: احکام قرآن للجصاص(370ھ)، احکام القرآن لابن العربی 543ھ)، تفسیر القرطبی(671ھ)وغیرہم۔

تفسیر بالرّائے کی جائز اور ناجائز صورتیں:

تفسیر بالرّائے جائز و ممدوح کا مفہوم:

یہ وہ تفسیر ہے جو کلام عرب کے موافق ہو اور ان کے طرز بیان پر ہو، قرآن و سنّت کے موافق ہو اور اس میں تمام شرائط تفسیر کا خیال رکھا گیا ہو مثلاً ناسخ و منسوخ، اسباب نزول وغیرہ کا علم۔[32]

تفسیر بالرائے میں " بالرائے " سے مراد اجتہاد ہے پس اگر اجتہاد موافق اور مستند ہو اس کے جس کی طرف استناد واجب ہے اور جہالت اور ضلالت سے دور ہو تو اس طریقے سے تفسیر محمود ہے ورنہ پھر مذموم اور ناجائز ہے۔[33]

تفسیر بالرائے میں جن امور کی پابندی ضروری ہے:

اول۔اس کی بنیاد صحیح احادیث رسول اللہ ﷺ پر ہو گی جن میں موضوعی اور ضعیف روایات نہ ہو۔

دوم۔ قول صحابی سے اخذ کیا گیاہو۔اس کے بارے میں کہا گیاہے کہ یہ مطلق مرفوع کے حکم میں ہے اور بعض نےاس کواسباب نزول کے ساتھ خاص کیاہے جس میں رائے (اجتہاد) کی گنجائش نہیں۔

سوم۔ مطلق لغت سے اخذ کیا گیاہو لیکن آیات کے بیان کرنے سے احتراز کیا گیاہوالا یہ کہ اس پراکثر کلام عرب دلالت نہیں کرتاہو۔

چہارم۔وہ چیز لیناجس کاکلام تقاضہ کرتاہواواس پر قانون شرع دلالت کرتاہواور اس نوع تفسیر کے بارے میں نبیؐ نےابن عباس کے لئے دعافرمائی تھی: "اے اللہ !اُن (عبداللہ بن عباس) کودین میں گہرا علم عطافرمااور اُن کوقرآن کی تفسیر وتاویل کافہم عنائت فرما"۔[34]

جس نے اپنی رائے یعنی اجتہاد سے تفسیر کی بشرطیکہ ان امور کی پابندی کرنے والاہو،ان پراعتماد کرنے والا ہواس لحاظ سے جو معانی ومطالب اس نے کتاب اللہ سے اخذ کئے ہوتو یہ طرز تفسیر ٹھیک، جائزاور اس کے لائق ہے کہ اس کو تفسیر جائزاور محمود کانام دیاجائےاور جس نےان اصول سے تجاوز کیاہو یاان اصول پر اعتماد نہیں کیاہو تواس کی تفسیر ساقط، مردوداور اس کے لائق ہے کہ اس کوناجائزاور مذموم تفسیر کانام دیاجائے۔[35]

تفسیر بالرائے مذموم کامفہوم:

یہ وہ تفسیر ہے جو قوانین لغت عربی کے مطابق نہ ہو،ادلہ شرعیہ کے موافق نہ ہواور نہ مفسرین کی بیان کردہ شرائط پر پوری اترتی ہو۔36، تفسیر بالرائے مذموم کی نبیؐ نے شدید مذمت فرمائی ہے۔[37]

3۔ تفسیر اشاری:

علامہ زرقانیؒ متوفی 1367ھ نے تفسیر اشاری کی تعریف کچھ یوں کی ہے:"**هو تفسير القرآن الكريم بغير ظاهره لإشارة خفية تظهر لأرباب السلوك والتصوف ويمكن الجمع بينها وبين التفسير الظاهر المراد أيضا**"38(یہ قرآن کریم کی وہ تفسیر ہے جو ظاہر کے بغیر (علاوہ) ہو،اس خفیہ اشارہ کی وجہ سے جوارباب سلوک وتصوف کو ظاہر ہواور اس تفسیر اور تفسیر ظاہر المراد کے درمیان جمع بھی ممکن ہے)۔ مثلاارشاد باری تعالیٰ ہے: "اذْهَبْ إِلى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغى"(طٰہٰ،20: 24)،(جاؤفرعون کے پاس اُس نے سر اُٹھایا(سرکش ہوگیاہے)" کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ فرعون سے نفس بشری مراد ہے۔ اور جیساکہ اس آیت مبارک میں ارشاد ہے:"يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّار" (التوبہ،9 :123)

(اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کافروں سے)۔اس کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ کفار سے مراد نفس ہے۔وہ یہ مراد لیتے ہیں کہ علت امر قتال کے بارے میں قرب ہے کہ جو ہمارے قریب ہو اور انسان کو سب سے قریب نفس ہے۔[39]

تفسیر اشاری کے جائز(قبول)ہونے کی پانچ شرائط:

اول۔کہ وہ ظاہر معانی نظم قرآن کے منافی نہ ہو۔دوم۔تفسیر کرنے والا یہ دعویٰ نہ کرے کہ اس کا بس یہ مراد ہے ظاہر مراد نہیں۔سوم۔یہ کہ وہ تاؤیل بعید، بالکل غیر مانوس نہ ہو۔مثلاً بعض نے اس آیت:"وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِين"(العنکبوت،29:69)،(اور بے شک اللہ نیک لوگوں کے ساتھ ہیں)۔"کی تفسیر یہ کی ہے کہ کلمہ لَمَعَ کو ماضی کا صیغہ قرار دیا ہے اور کلمہ الْمُحْسِنِين کو مفعول بہ کا صیغہ قرار دیا ہے تو مقصد یہ لیتے ہیں کہ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو چمکایا ہے)۔

چہارم۔یہ کہ اس تفسیر کے لئے شرعی یا عقلی معارض نہ ہو۔پنجم۔یہ کہ اس تفسیر کے لئے شرعی شاہد ہو جو اس کی تائید کرتا ہو۔مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوف"(البقرہ،2 : 233)،(اور جس کے لئے بچہ جنا گیا ہے(والد)اسپر بیوی کے رزق اور کپڑے کا انتظام کرنا ہے اچھے طریقے سے)۔یہ آیت اس پر نص ہے کہ بیوی کا نان نفقہ شوہر پر واجب ہے مزید یہ کہ اشارہ کرتی ہے کہ بچے کو والد کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

تفسیر اشاری کا حکم:

مذکورہ بالا شرائط کے بغیر اس قسم کی تفسیر کرنا باطل اور گناہ ہوگا بلکہ اسلام سے بھی نکلنے کا خدشہ ہے۔40

تفسیر اشاری پر مشتمل تفاسیر:

ان میں چار تفاسیر مشہور ہیں۔

1۔تفسیر نیشاپوریؒ متوفی 850ھ۔(غرائب القرآن ورغائب الفرقان)

2۔تفسیر آلوسیؒ متوفی 1270ھ۔(روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني)

3۔تفسیر تستریؒ أبو محمد سهل بن عبدالله بن يونس بن رفيع التُستري، متوفی 283ھ۔

4 ۔ تفسیر احکام القرآن لابن العربیؒ متوفی 543ھ۔41

حواشی

[1] ۔محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى ،(711ھ)، لسان العرب،(دار صادر بيروت, 1414 ھ)،5: 55، فصل الفاء،مادہ فسر۔

1.Muhammad Bin Mukrim Bin Ali ,Abul.Fazal,Jamaluddin Abni Manzoor Alansari, Alrufiai, Al.Afriqi, (711H), Lisanul.Arab,(Daru Sadir,Beerot,1414H), V,5,P:55.

[2] ۔ محمد بن يعقوب، مجد الدين، أبو طاهر الفيروزآبادى،(817ھ)، القاموس المحيط،(مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت لبنان،1426ھ- 2005 م)،1: 456، فصل الفاء،مادہ الفسر۔

2. Muhammamd Bin Yaqoob,Mujididdin, Abu Tahir Alferoz Abadi, (817H), Al.Qamoosulmuheet, (Mwsisatul.Risalah, litabate wa alnshre wa tuzia,Beerot Labnan, 1426,H-2005AD),Volume,1,P:456.

[3] ۔ أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي، أبو الحسين،(395ھ)، معجم مقاييس اللغة،(دار الفكر بيروت،1399ھ ، 1979م)،4: 504،مادہ فسر۔

3. Ahmad Bin Faras Bin Zakia, Alqazwini, Al.Razi,Abul Hussain,(395H), Maajam Maqisul.Lught ,(Darulfkiar,Beerot, 1399H-1979AD), V,5,P:504.

[4] ۔ محمد بن محمد بن محمود، أبو منصور الماتريدي،(333ھ)، تفسير الماتريدي (تأويلات أهل السنة)، مدار الكتب العلمية بيروت لبنان،1426 ھ - 2005م، بذیل سورۃ الفرقان،25،آیت33۔

4. Muhammad Bin Muhammad Bin Mahmood, Abo. Mansoor Almatureedi, (333H). Tafseerual.Maturidi (Taaweelat Ahlusunnat), (Madarukutubulalmia, Beerot ,Labnan, 1426H-2005AD), According to Suratul.Furqan, 25, Verse:33.

[5] ۔الدكتور محمد السيد حسين الذهبي،(1398ھ)، التفسير والمفسرون،(مكتبة وهبة،القاهرة ، طبع بيروت1986 م)،1: 11۔

5. Dr, Muhammad Alsyed Hussain Alzahabi,(1398H), Altafseer wal Mufasiroon,(Maktbah Wahaba, Al Qahira,Beerot,1986AD).V,1,P:11.

[6] ۔ محمد عبد العظيم الزُّرْقاني(1367ھ)، مناهل العرفان في علوم القرآن، ،مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه،بيروت، سطن)،2: 3۔

6.Muhammad Abduazim Alzaqani,(1367H), Manahil ul irfan fi Uloom.e.Al.Quran, Maktaba Eisa Albabi Al.Halbi and others Beerot, Year of Publication Unknown), V,2,P:3.

[7] ۔ محمد بن عبداللہ بن بهادر، بدر الدين، أبو عبدالله، الزركشي،(794ھ)،البرهان في علوم القرآن،(دار إحياء الكتب العربية عيسى البابي الحلبي وشركائه، بيروت، 1376 ھ - 1957 م)،1: 13۔

7. Muhammad Bin Abdullah Bin Bahadur, Badruddin,Abo Abdullah, Alzatkashi,(794H), Al.Burhan fi Uloomul Quran,(Dar.Ehya.ul.Kutub.Al.Arabia, Eisa Albabi Alhalbi and others ,Beerot, 1376H. 1957AD), V,1,P:13.

[8] ۔ابو حیان اندلسی،(745ھ)،البحر المحیط فی التفسیر،(دار الفکر،بیروت،1420ھ)،مقدمہ،1: 26۔

8. Abo Hayyan Undlasi,(745H), Albahrul.Muheet fi Tafseer,(Darulfikar ,Beerot, 1420H),V,1,P:26.

[9] ۔ابن منظور افریقی،لسان العرب،11: 16،فصل الف۔

9. Ibne Manzoor Afriaqi ,Lisanul.Arab, V,11,P:16.

[10] ۔ علي بن محمد بن علي الزين الشريف الجرجاني،(816ھ)، كتاب التعريفات،(دار الكتب العلمية بيروت–لبنان، 1403ھ - 1983م)،ص28۔

10.Ali Bin Muhammmad Bin Ali Alzain Alsharif,Aljurjanim (816H), Kitab.ul.Tareefat, (Darulkutub Al.Elmia,Beerot,Labnan, 1403H-1983AD), P:28.

[11] ۔ عماد علي عبد السميع (معاصر)،التيسير في أصول واتجاهات التفسير،(دار الإيمان–الإسكندرية، 2006 م)، 1: 10۔

11.Imad Ali Abdul.Sami,(Maasir),Altiseer Fi Usool wa Itijahate ul.Tafseer,(Daruliman, Alaskandaria,2006AD),V,1,P:10.

[12] ۔ د مساعد بن سليمان بن ناصر الطيار، الإعجاز العلمي إلى أين؟ مقالات تقويمية للإعجاز العلمي، (دار ابن الجوزي، 1433 ھ)، ص113۔

12. Dr,Masaid Bin Suliman Bin Nasir Altayyar, Al.Iajaul.Elmi ila aina? Maqalat Taqweematul liliajazulilmi,(Dar ibnul Jawzi,1433AD),P113.

[13] ۔ د مساعد بن سليمان بن ناصر الطيار، المحرر في علوم القرآن،(مركز الدراسات والمعلومات القرآنية بمعهد الإمام الشاطبي، 1429 ھ - 2008م)، ص54۔

13. Dr. Masaaid Bin Suliman Bin Nasir Altayyar,Al.Muharir fi Uloom ul Quran,(Markaz Aldirastat wa almalomatul Qrania,Bi Mahamade alimam al Shatibi, 1429H-2008AD), P:54.

[14] ۔ د مساعد بن سليمان بن ناصر الطيار، فصول في أصول التفسير، (دار ابن الجوزي، 1423ھ)، ص21۔

14. Dr. Masaaid Bin Suliman Bin Nasir Altayyar, Fosool fi Elmi Tafsir,(Dare IbnuJawzi,1423H), P:21.

15 ۔ایضاً،ص21۔

15. As Above

16 ۔الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن،2: 10۔

16. Al.Zarqani, Manahilul.Irfan fi Uloomul.Qran, V,2,P:10.

17 ۔محمد بن صالح بن محمد العثیمین،(1421ھ)، شرح(مقدمۃ التفسیر)لابن تیمیۃ،(دارالوطن،الریاض، 1415ھ - 1995م)،ص150۔

17.Muhammad Bin Salih Bin Muhammad Alasemeen, (1421H), Sharh(Muqammatul .Tafseer) libni Teemiah,(Darulwatan, Al.Riyaz,1415H-1995AD), P:150.

18 ۔حسن محمد أيوب،(1429ھ)، الحديث في علوم القرآن والحديث، (دارالسلام الإسكندرية،1425ھ - 2004م)،1: 139۔

18.Hassan Muhammad Ayub, (1429H), Alhadees fi Uloomul,Quran ,(Daruislam Al,askandaria, 1425H, 2004 AD), V,1,P:139.

19 ۔محمود بن عبداللہ الحسيني،الألوسي،شهاب الدين،(1270ھ)، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني،(دارالكتب العلميہ،بيروت، 1415ھ)،بذیل سورۃ البقرۃ،2،آیت7)۔

19. Mahmood Bin Abdullah Al.Hussaini, Al.Alosi, Shabuddin,(1270H), Roohulmaani fi Tafsir.e.Alquran Alazim wa sabaa Almasani,(Darulkutub .Al.Elmia,Beerot 1415H), According to Soratul.Baqara, 2, Verse:7.

20 ۔محمد بن إسماعيل أبوعبداللہ البخاري الجعفي،(256ھ)،الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وأيامہ، صحيح البخاري،(طوق النجاۃ،بيروت،1422ھ)،کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، باب ماجاء فی متاولین، حدیث نمبر:6937۔

20. Muhammad Bin Ismal Abo Abdullah,Al.Bukhari,Aljaafi, (256H), Aljamia Almusnad Al.Sahih Al.MuKhtasar min Umoor.e.RasooliAllah wa sunanihi wa ayamihi, Sahih.ul.BuKhari ,(Toqu Najath, Beeerot,1422H),Kitab Isttabatulmurtaddeen wal.muaanideen wa qitalihim,Bab Ma jaa fi Mutaawlieen, Hadess No:6937.

21 ۔ محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي ،القرشي المكي، الشافعي، أبو عبد اللہ،(204ھ)، المسند، (دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، 1400ھ)،کتاب الصلاۃ، الباب السابع في الجماعة وأحكام الإمامة،حدیث نمبر:319۔

21. Muhammad Bin Idrees Bin Al.Abbas Bin Usman Bin Shafi Bin Abdulmuttalib bin Abdulmanaf Almutlabi, Alqarshi,Al.Makki,Alshafi, Abo Abdullah,(204H),Almusnad,(Darulkutub Al.Elmia, Beerot, Labnan,1400H), Kitabul,Salath,Albab alsabia fil,aljmmati wa Ahkamulimamat,Hadees No: 319.

22 ۔الشافعي، مسند الامام الشافعي، کتاب الزکوۃ، الباب الأول في الأمر بھا والتھدید علی ترکھا وعلی من تجب وفیم تجب، حدیث نمبر: 604۔

22.Alshafi,Musnadul.Imam .Alshafi,Kitabul,Zakat,Albabul Awal filamre biha wa althdeed Ala tarkiha wa ala man tajibo wa feema tajib, Hadees No:604.

23 ۔إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي البصري ثم الدمشقي، أبو الفداء،(774ھ)، تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر)،(دار الکتب العلمیة، منشورات محمد علي بیضون–بیروت، - 1419 ھ)، مقدمہ،1: 8۔

23. Ismail bin Umar Bin Kaseer Al.Qarshi,Albasari, Aldamishqi, Aboul,Fida,(774H),Tafseerul Quran Alazeem, (Ibni Kaseer),(Daruktub Al.Elmia, Manshoorat Muhammamd Ali Bizzon,Beerot,1419H), V,1, P:8.

24 ۔ ابوعبداللہ سعید بن جبیر اسدی کوفی 45ھ-665م کو پیدا ہوئے تھے۔ حبشی الاصل تھے۔بنو اسد کی ذیلی شاخ بنو والبہ بن حارث کے موالی میں سے تھے۔بہت بڑے عالم تھے، عبداللہ بن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے علم حاصل کیا تھا۔جب کوفہ والے آکر ابن عباسؓ سے کوئی مسئلہ پوچھتے تھے تو آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے پاس سوال لے کر آتے ہو؟ حالانکہ تم میں سے ابن ام دھماء(سعید) موجود ہے۔اُس وقت کے ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کیا تھا۔مکہ کے والی خالد قسری نے قید کرکے حجاج کو بھیج دیا جس نے اُن کو 95ھ-714م کو شہید کردیا۔امام احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے کہ "حجاج نے سعید کو قتل کیا اس حال میں کہ لوگ سعید کے علم کے محتاج تھے"۔(أحمد بن محمد بن إبراھیم بن أبي بکر ابن خلکان البرمکي الإربلي، أبو العباس، شمس الدین،(681ھ)، وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان،(دار صادر بیروت،1994م)، 2: 371-374)۔

24. Ahmad Bin Muahmmad Bin Ibrahim Bin Abi Bakar Ibne Khalkan,Albarki Alerbli,Aboul Abbas,Shamsuddun,(681H),Wafiatulaayan wa Abnaaul.Zammam,(Dar Sadir Beerot,1994AD), V,2,P: 371-374).

25 ۔ ابو الحجاج مکّی مجاہد بن جبر 21ھ-642م کو پیدا ہوئے تھے۔ قیس بن سائب مخزومی کے غلام رہ چکے تھے۔تابعی، مفسر، اہل مکہ سے تھے۔ شیخ القُرّاء والمفسرین تھے۔ تفسیر میں ابن عباسؓ کے وہ شاگرد تھے جس نے تین مرتبہ قرآت علی الشیخ کی تھی۔ علمی و تحقیقی اسفار کئے تھے۔کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔104ھ-722م کو سجدے کی حالت میں وفات پائی تھی۔(أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مھران الأصبھاني، أبو نعیم،(430ھ)، حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء،(دار الکتب العلمیة- بیروت ، 1409ھ)،3: 279, 280،خیر الدین بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزرکلي الدمشقي ،(1396ھ)، الاعلام،(دار العلم للملایین، 2002م)،5: 278)۔

25. Ahmad Bin Abdullah Bin Ahmad Bin Ishaq Bin Musa Bin Mihran Alasbahani, Abo Naeem, (430H), Hulyatul Awliaa wa Tabqatul.Asfia,(Darukutub Alelmia-Beerot,1409H),V,3, P: 279, 280, Khairuddin Bin Mahmood Bin Muhammad Bin Ali Bin Faras ,Al.Zarkali, Al.Dimishqi ,(1396H), Alaalam,(Darul,Elam,Lil.Malaeen,2002AD),V,5,P:278.

26 ۔ابو سعید بن یسار بصری 21ھ-642م کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اہل بصرہ کے امام تھے اور اپنے زمانے کی اُمت کے بڑے فقیہ، فصیح،اور بہادر عالم تھے۔امیر معاویہؓ کے عہد میں بصرہ میں سکونت اختیار کی دو مرتبہ قاضی مقرر ہوئے تھے۔ولاۃ کے پاس جاتے تھے اُن کو بے خوف وخطر امر بالمعروف اور نہی کرتے تھے۔جب عمر بن عبد العزیزؒ خلیفہ بنے تو حسن بصری کو خط لکھا کہ "اس کام (خلافت) سے میں آزمائش میں ڈالا گیا ہوں پس میرے لئے اس کام میں معاونین تلاش کرو" تو حسن بصریؒ نے جواب میں لکھا" جو دنیادار لوگ ہیں وہ آپ نہیں چاہتے اور جو اللہ والے لوگ ہیں وہ یہ نہیں چاہتے پس اللہ سے مدد طلب کیجیئے"۔ حسن بصریؒ 110ھ-728م کو بصرہ میں وفات پا گئے تھے۔(مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ حَيَّانَ بْنِ صَدَقَةَ الضَّبِّيّ البَغْدَادِيّ، المُلَقَّب بِـ"وَكِيع" ،أَبُو بَكر،(303ھ)، أخبار القضاة،(المكتبة التجارية الكبرى، بشارع محمد علي بمصر، 1366ھ-1947م)،2: 3-15،الاعلام لزركلي،2: 226،227)۔

26. Muhammad Bin Khalf Bin Hayyan Bin Sadqa BinAlzabi,Albughdadi,Almulaqqab Wakeea, Abo Bakar,(303H),Akbarul.Quzath,(Almaktaba Altijaria Alkubra, Muhammad Ali Road Misar, 1366H-1947AD), V,2,P:3- 15, Alaalam li.Zarkali, 2: 226, 227.

27 ۔ابو عالیہ ریاحی رفیع بن مہران بصری نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا۔بنو تمیم کی ذیلی شاخ بنو ریاح کی ایک عورت کے مولی تھے، نبی ﷺ کی وفات کے دو سال بعد اسلام قبول کیا تھا۔ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اور عمرؓ کی امامت میں نمازیں پڑھی تھی۔ بہت سے صحابہ کرامؓ کے تلمذ کا شرف حاصل کیا تھا۔ قاری اور فقیہ انسان تھے۔ابن ابی داود فرماتے ہیں:"صحابہ کرامؓ کے بعد قرآن پاک کا ابو عالیہ سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا"۔عبد اللہ بن عباسؓ اُن کی بہت عزت واکرام کرتے تھے۔بناء بر اختلاف 90،93،96یا98ھ کو وفات پائی تھی۔

(أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني، أبو الفضل،(852ھ)، الإصابة في تمييز الصحابة،(دار الكتب العلمية – بيروت، 1415 ھ)،7: 247، 248، محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي، شمس الدين، أبو عبد الله،(748ھ)،تذكرة الحفاظ،(دار الكتب العلمية بيروت-لبنان،1419ھ- 1998م)،1: 49،50)۔

27. Ahamd Bin Ali Bin Muhammad Bin Ahmad Bin Hajar Alasqalani,Aboul.Fazal,(852H), Al.Isabath fi Tameez Sahabate), (Darulkutub Al.Elmia, Beerot 1415H), V7, P:247, 248, Muhammad Bin Ahmad Bin Usman Bin Qaimaz,Alzahabi, Shamsuddin,Abo Abdullah,(748H),

Tazkaratul.Huffaz,(Darulktub Alelmia,Beerot.Labnan, 1419H-1998AD),V,1: P:49, 50.

28 ۔ حافظ علامہ ابوالخطاب قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز سدوسی بصری 61ھ-680م کو پیدا ہوئے تھے۔ فقیہ، مفسر، محدّث تھے اور کمال کا حافظہ تھا۔ عربی ادب، مفردات اللغۃ اور ایّام العرب والنسب میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے "قتادہ اہل بصرٰی میں سب زیادہ اچھے حافظے والے تھے جو کچھ بھی سنتے تھے یاد کر لیتے تھے"۔ سفیان ثوریؒ کہا کرتے تھے "کیا دنیا میں قتادہ جیسا کوئی ہے"؟ قتادہؒ 118ھ-737م کو طاعون سے وفات پا گئے تھے۔ (الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ،1: 92، 93، الزرکلی، الاعلام، 5: 189)۔

28. Al.Zahabi, Tazkaratu.Huffaz,V,1,P:92, 93, Al.Zarkali, Al.aalam,V,5,P:189.

29 ۔ ابوعبداللہ عِکرمہ بن عبداللہ بریری مدنی 25ھ-645م کو پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ بن عباسؓ کے مولیٰ اور تابعی تھے۔ تفسیر اور مغازی کے بہت بڑے عالم تھے۔ تین سو سے زائد علمی لوگوں نے اُن سے روایت کی ہیں جن میں سے ستر سے زائد تابعی تھے۔ مختلف علاقوں کے سفر کئے تھے۔ اُس وقت کے امیر مدینہ نے طلب کیا لیکن وہ غائب ہو گئے اور 105ھ-723م کو مدینہ میں وفات پا گئے۔ لوگ کہا کرتے تھے "مات أعلم الناس وأشعر الناس" بہت بڑے عالم اور شاعر وفات پا گئے۔ (محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي، شمس الدين، أبو عبد الله، (748ھ)، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، (دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت–لبنان، 1382ھ - 1963م)، 3: 93-97، الزرکلی، الاعلام، 4: 244)

29.Muhammad Bin Ahmad Bin Usman Bin Qaimaz ,Al.Zahabi, Shamsuddin, Abo Abdullah, (748H),Meezan.ul,Etidal fi Naqde.Alrrijal,(Darulmaarifate Litabaate wa.Alnashre,Beerot, Labnan,1382H- 1963AD),V,3,P:93-97,Al.Zarkali,Al.Alam,V,4,P:244.

30 ۔ مصطفى ديب البغا، محيى الدين ديب مستو، الواضح في علوم القرآن، (دار الكلم الطيب / دار العلوم الانسانية– دمشق، 1418ھ - 1998م)، 1: 236۔

30. Mustafa Deeb Albagha, Muhiddin Deeb,Mastoo,Alwazih fi Uloomul Quran,(Madarukalim altayyeb/Darulaloom Alinsnia. Damshq, 1418H-1998AD, V,1,P:236.

31 ۔ دعا یہ تھی: "**اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ**" (اے میرے رب! اُن (عبداللہ بن عباس) کو دین کا گہرا علم عطا فرما اور اُسے قرآن کی تفسیر و تاویل کا فہم عطا فرما)۔ (أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد، الشيباني، أبو عبد الله، (241ھ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (مؤسسة الرسالة، بيروت، 1421ھ - 2001م)، مسند عبداللہ بن عباسؓ، حدیث نمبر: 3033۔

31.Ahmad Bin Hanbal Bin Hilal Bin Asad , Alsibani, Abo Abdullah,(241H), Munsade Alimam Ahmad Bin Hanbal,(Mwaasatul Risalate,Beerot ,1421H, 2001AD), Musnad Abdullah Bin Abbas, HadeesNo:3033.

32 ۔ مصطفى ديب البغا، الواضح في علوم القرآن، 1: 236-239۔

32. Mustafa Deeb Albagha, Alwazih fi Uloomul.Quran V,1,P:236- 239.

33 ۔ الزر قانی، مناھل العرفان في علوم القرآن، 2:49۔

33. Al.Zarqani,Manahilul.Irfan fi Uloomul.Quran, V2,P:49.

34 ۔احمد بن حنبل، مسند الامام أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباسؓ، حدیث نمبر: 3033۔

34. Ahmad Bin Hanbal, Musnadulimam Ahmad Bin Hanbal,Musnad Abdullah Bin Abbas , Hadees No: 3033.

35 ۔الزر قانی، مناھل العرفان في علوم القرآن، 2:49،50۔

35. Al.Zarqani, Manahilul.Irfan fi.Uloomul.Quran,V,2,P:49,50.

36 ۔ مصطفى ديب البغا، الواضح في علوم القرآن، 1:236۔239۔

36. Mustafa Deeb Albagha, Alwazih fi Uloomul.Quran,V,1,P:236-239.

37 ۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "**مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ**" (جس شخص نے قرآن (کی تفسیر) میں علم کے بغیر کوئی بات کی ہو تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنادے)۔(احمد بن حنبل، مسند أحمد، مسند عبد اللہ بن عباسؓ، حدیث نمبر: 2068)۔ اور جیسا کہ ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ہے: "**مَنْ قَالَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ**" (جس نے اللہ عزوجل کی کتاب میں اپنی رائے سے کوئی بات کی تو اگر اس نے صحیح بات معلوم کرلی ہو پھر بھی وہ غلطی پر ہے)۔(سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني ، ابوداود،(275ھ)،السنن ابی داؤد، (المكتبة العصرية، صيدا – بیروت، سطن)، کتاب العلم، باب الکلام فی کتاب اللہ بغیر علم، حدیث نمبر:3652۔

37. Suliman Bin alashaas Bin Ishaq Bin Basheer Bin Shaddad Bin Amar Alaizdi, Alsajistani, Abo Dawood,(275H), Alsunane Abi Dawood,(Almaktabatul,Asria,Syeda,Beerot, Year of Publication Unknown), kitabul.Elam, Babukalam fi kitabiAllah Bigher elam,Hadees No: 3652.

38 ۔ الزر قانی، مناھل العرفان في علوم القرآن، 2: 78۔

38. Al.Zarqani, Manahilul.Irfan fi Uloomul.Quran,V,2,P: 78.

39 ۔ایضاً، 2: 78۔

39. As Above, V,2,P:78.

40 ۔ مصطفى ديب البغا، الواضح في علوم القرآن، 1: 239۔

40.Mustafa Deeb Albagha,Alwazih fi Uloomul.Quran.V,1,P:239.

41 ۔ الزر قانی، مناھل العرفان في علوم القرآن، 2: 82۔

41.Al.Zarqani, Manahilul.Irfan fi Uloomul Quran,V2,P:82.